۴۳

رمضان کی دوراتوں میں تمام احمدی متحدہ طور پر صرف دو دعائیں مانگیں

(فرمودہ ۱۱؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کیلئے مکان دینے اور اپنی خدمات پیش کرنے کی تحریک آج مجھے ناظم صاحب جلسہ سالانہ کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ دوست جلسہ سالانہ کی خدمات کیلئے بھی اپنے آپ کو کم پیش کر رہے ہیں اور مکان بھی کم دے رہے ہیں۔ جلسہ اب ایک اتنی پُرانی چیز ہوگیا ہے اور اِس کی متعلقہ خدمات اور قربانیاں اتنے سالوں سے چلی آتی ہیں کہ ایمان کا سوال اگر نہ رکھا جائے تو عادت کے باعث بھی اس کیلئے کسی کو یاد کرانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ لوگ حُقّہ پیتے ہیں، افیون کھاتے ہیں، چرس پیتے ہیں، چانڈو اُڑاتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی انہیں عادت ہو جاتی ہے کہ چاہے لوگ انہیں روکیں، چاہے دوست انہیں منع کریں، چاہے ڈاکٹر انہیں ڈرائیں، پھر بھی آپ ہی آپ ان کا ہاتھ اس چیز کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ جب چند روزہ استعمال کے نتیجہ میں وہ افیون کا وقت خالی جانے نہیں دیتے، نہ گانجے کا وقت خالی جانے دیتے ہیں، نہ حُقّے کا وقت خالی جانے دیتے ہیں، نہ چانڈو کا وقت خالی جانے دیتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا نیکی ہی ایسی کمزور چیز ہے کہ اس کی عادت نہیں پڑ سکتی۔ میں تو سمجھتا ہوں اخلاص اور ایمان کے علاوہ عادت

کے باعث ہی جونہی دسمبر آجائے دوستوں کے دلوں میں بے چینی پیدا ہونی شروع ہو جانی چاہیئے کہ چالیس سالہ پُرانی عادت کے مطابق اب ان کیلئے اپنے مکان خالی کرنے اور اپنی خدمات جلسہ سالانہ کیلئے پیش کرنے کا وقت آ گیا ہے مگر وہ عادت پوری کیوں نہیں ہوتی۔ جس طرح ایک نشئی کو اباسیاں آنے لگتی ہیں اسی طرح چاہیئے کہ ہمارے دوستوں کو بھی جلسہ سالانہ کے قُرب کے ایام میں اباسیاں آنے لگیں۔ پس میرے لئے یہ بات ماننی ذرا مشکل ہے کہ دوست اپنے مکان خالی نہیں کرتے یا مہمانوں کیلئے اپنی خدمات پیش نہیں کرتے اس لئے میں سمجھتا ہوں شاید وہی بات ہے کہ افیونی اپنی ڈبیہ بھول جاتا ہے اور مکان لینے والے اچھی طرح تمام لوگوں کے پاس نہیں پہنچے۔ وگرنہ ایمان کے ماتحت تو اِس قسم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا بلکہ کامل ایمان تو بڑی چیز ہے ایک منافق کے ایمان کے متعلق ہی آتا ہے کہ اُس نے رسول کریم ﷺ سے ایک دفعہ عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! دعا کیجئے میں بڑا دولتمند بن جاؤں کیونکہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں خوب صدقے دیا کروں۔ رسول کریم ﷺ نے اُس کیلئے دعا کی اور وہ بڑا دولت مند ہوگیا ہزاروں اونٹ اور ہزاروں بکریاں اُس کے پاس جمع ہوگئیں اور یہی اُس زمانہ کی دولت تھی۔ اب جو اُس پر زکوٰۃ فرض ہوئی تو رسول کریم ﷺ کا مقرر کردہ آدمی اُس کے پاس زکوٰۃ لینے گیا چونکہ ایمان اُس کے دل میں نہیں تھا صرف اُس کا نفس اُسے یہ دھوکا دے رہا تھا کہ اگر مجھے دولت حاصل ہو جائے تو میں صدقے دیا کروں اس لئے جب ایک آدمی زکوٰۃ لینے اُس کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگا معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے ہر وقت انہیں چندوں کی پڑی رہتی ہے کبھی کہتے ہیں صدقہ دو، کبھی کہتے ہیں اتنی زکوٰۃ دو، کبھی کہتے ہیں اتنا چندہ دو، ہمارا اپنا گزارہ ہی مشکل سے چلتا ہے اونٹوں اور گھوڑوں کو دانہ ڈالنا پڑتا ہے، نوکروں کو مزدوری دینی پڑتی ہے اور بہت سے اخراجات ہیں جو پورے ہونے میں نہیں آتے لیکن انہیں ہر وقت چندوں کی فکر رہتی ہے اور کہتے ہیں کہ لاؤ چندہ اب تم پر زکوٰۃ فرض ہوگئی ہے۔ اب فلاں مقصد کیلئے روپیہ چاہیئے وہ شخص یہ باتیں سن کر واپس آ گیا اور اُس نے رسول کریم ﷺ سے آکر کہہ دیا کہ وہ کہتا ہے کہ ہم کہاں سے دیں ہر وقت چندہ چندہ پکارا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا آئندہ اُس سے کوئی زکوٰۃ اور صدقہ قبول نہ کیا جائے۔ چونکہ اُس شخص کا دل کُلّی طور پر نہیں مرا ہوا تھا اس لئے جب اُسے معلوم ہوا کہ بجائے اس کے رسول کریم ﷺ

بطور سزا اُس سے ڈیوڑھا یا دوگنا چندہ وصول کرتے آپ نے یہ حکم دے دیا کہ آئندہ اس شخص سے کوئی صدقہ قبول نہ کیا جائے اِس پر اُس کے دل نے محسوس کیا کہ درحقیقت میرا دینا لینا تھا اور میں نے غلطی کی جو اس قسم کا جواب اسے دیا۔ چنانچہ اگلے سال وہ بہت سی زکوٰۃ اکٹھی کر کے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہؤا اور عرض کیا کہ میں یہ صدقہ لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں اب تم سے یہ مال قبول نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں اُس سے زکوٰۃ قبول نہ کی گئی، آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں جب اہل عرب نے ارتداد اختیار کیا زکوٰۃ کی وصولی کے متعلق لڑائیاں ہوئیں اور پھر دوبارہ اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے تو اُس شخص نے سمجھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ میری زکوٰۃ بھی قبول ہو چنانچہ وہ پھر اپنے اونٹوں اور بھیڑوں اور بکریوں کا بہت سا گلہ جو گزشتہ اور موجودہ زکوٰۃ پر مشتمل تھا لے کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہؤا مگر انہوں نے فرمایا جس چیز کو خدا کے رسول نے قبول نہیں فرمایا ابوبکر بھی اسے قبول نہیں کرسکتا۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ہر سال وہ زکوٰۃ دینے کیلئے اتنا بڑا گلہ لاتا کہ میدان اُس سے بھر جاتا مگر خلفاء اُس کا مال لینے سے انکار کر دیتے اور وہ روتا ہؤا گھر چلا جاتا۔ یہ شخص کامل مؤمن نہیں تھا کیونکہ اگر کامل مؤمن ہوتا تو رسول کریم ﷺ کے پیغامبر کو وہ کیوں یہ جواب دیتا کہ ان کو ہر وقت چندوں کی ہی پڑی رہتی ہے مگر اس کے دل میں جو تھوڑا بہت ایمان تھا اس کے باعث وہ ہر سال آتا تھا کہتا تھا کہ میری زکوٰۃ قبول کی جائے۔

پس میں تو یہ ماننے کیلئے تیار نہیں کہ منتظمین جلسہ سالانہ میں سے کوئی شخص ہماری جماعت کے مخلص لوگوں کے پاس گیا ہو اور سچ مچ حقیقت بیان کی ہو اور انہوں نے کہہ دیا ہو کہ ہم مکان دینے کیلئے تیار نہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں شاید مکانوں والے منتظمین کے پیچھے پھر رہے ہوں گے اور کہتے ہوں گے ہمارے مکان لیتے کیوں نہیں۔ پس میں تو منتظمین کی ہی ملامت کروں گا اور کہوں گا کہ ان کے کام میں کچھ نقص ہے اور انہوں نے صحیح طور پر کوشش نہیں کی ورنہ ہر مکان میں ہر سال کچھ نہ کچھ مہمان ٹھہرتے اور ہر سال لوگ مکان دیتے اور ہر سال اپنی خدمات بھی پیش کرتے ہیں اور اب تو نیشنل لیگ کور بھی قائم ہو چکی ہے جس کے والنٹیئروں نے حلفیں اُٹھائی ہوئی ہیں کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں گے آخر یہ حلف انہوں نے مکھن لگا لگا کر چاٹنی تو نہیں اِس کی کوئی نہ کوئی

غرض ہونی چاہئے اور وہ غرض یہی ہے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں۔

غرض میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی شخص میں کوئی کمزوری ہے تو میرا اتنا کہنا ہی اس کیلئے کافی ہے اور اگر افسروں نے کمزوری دکھائی ہے تو انہیں چُستی سے کام کرنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ یہ کام آخر ہو جائے گا۔ میں نے متواتر جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی ہے کہ بہت سا کام طَوعی طور پر لوگوں سے لینا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اِس طریق کو اختیار فرمایا تھا اور آج ہی کے الفضل میں وہ حوالہ چھپا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تحریر فرمایا ہے کہ میں معیّن طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ مقرر نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمتیں کہنے کی مجبوری کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ تو کارکنوں کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ طَوعی طور پر کام کرنے کا موقع دیا کریں اور تحریص اور ترغیب سے کام لیا کریں۔ مؤمن درحقیقت زیادہ ترغیب کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور اس اشارہ کو سمجھ کر وہ ایسے جوش سے کام کرتا ہے کہ بعض لوگوں کو دیوانگی کا شُبہ ہونے لگتا ہے۔ اسی لئے جتنے کامل مؤمن دنیا میں ہوئے انہیں لوگوں نے پاگل کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے میرے اُستاد ہؤا کرتے تھے مولوی یار محمد صاحب ان کا نام تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے ان کے دماغ میں کچھ نقص ہو گیا تھا مگر یہ نقص اُن کا اِس رنگ کا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا محبوب اور اپنے آپ کو عاشق سمجھتے تھے اسی عشق کی وجہ سے وہ خیال کرنے لگے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پسرِ موعود اور مصلح موعود بنا دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ بات کرتے کرتے بعض دفعہ جوش میں اپنی رانوں کی طرف یوں ہاتھ کو لاتے جس طرح کسی کو بُلایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِسی رنگ میں جوش سے کچھ کلمات فرما رہے تھے کہ مولوی یار محمد صاحب کُود کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا بیٹھے بعد میں کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ تو وہ کہنے لگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں اشارہ کیا تھا اور یہ اشارہ میری طرف تھا کہ تم آگے آ جاؤ چنانچہ میں کُود کر آگے آ گیا۔

یہ دیوانگی تھی مگر بعض رنگ کی دیوانگی بھی اچھی ہوتی ہے آخر ان کی یہ دیوانگی بُغض کی طرف نہیں گئی بلکہ محبت کی طرف گئی پس محبت کا دیوانہ غیر اشارہ کو بھی اپنے لئے اشارہ سمجھ لیتا ہے

پھر جو قوم خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنے والی ہو وہ صحیح اشارہ کو کیوں نہیں سمجھ سکتی۔ کیا ہماری جماعت کے دیوانوں کی وہ محبت جو وہ سلسلہ سے رکھتے ہیں مولوی یار محمد صاحب جتنی بھی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رانوں پر آہستگی سے ہاتھ مارا اور انہوں نے سمجھا کہ مجھے بُلا رہے ہیں۔

یاد رکھو ہر چیز کی زکوٰۃ ہؤا کرتی ہے انسان کے جسم کی بھی زکوٰۃ ہے، انسان کے مکان کی بھی زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ کے بغیر کوئی چیز پاک نہیں ہوسکتی۔ اور زکوٰۃ کی ایک دفعہ ادائیگی خدا تعالیٰ نے مقرر نہیں فرمائی بلکہ ہر سال ادا کرنے کا حکم ہے حتّٰی کہ قرآن کریم نے یہ زکوٰۃ بھی مقرر کردی کہ جب کوئی تمہارا پھل تیار ہو یا غلہ تیار ہو تو اُس میں سے اُسی دن جس دن غلہ کاٹو یا پھل اُتارو کچھ خدا کے بندوں کیلئے بھی الگ کرلو۔ تو شریعت نے ہماری ہر چیز کی زکوٰۃ مقرر کی ہے کیونکہ درحقیقت اسلامی مسئلہ ہے ہی یہی کہ دنیا کی ہر چیز سارے بندوں کی ہے۔ پس جب تک باقی بندوں کیلئے حصہ نہ نکال لیا جائے وہ چیز پاک نہیں ہوتی بھلا خدا تعالیٰ نے زمین آسمان، سورج چاند، ستارے اور سیارے اپنے تمام بندوں کیلئے پیدا کئے ہیں یا صرف ہمارے لئے۔ پھر جبکہ تمام بندوں کیلئے ہیں تو گویا یہ شاملات ہے اور شاملات پر جو شخص قبضہ کرے وہ گاؤں والوں کو مٹھائی بھی کھلاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے میں اِس چیز پر قبضہ کرنے لگا ہوں جس پر تمہارا بھی حق ہے۔ پس ہر چیز جو ہمارے پاس ہے وہ صرف ہماری نہیں بلکہ ساری دنیا کی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم باقی دنیا کا اس میں سے حصہ نکالیں ورنہ ہمارا قبضہ جابرانہ ہوگا اور جابرانہ قبضہ کی سزا ہؤا کرتی ہے۔

جب انسان زکوٰۃ دیتا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ کہتا ہے یہ میرا بندہ اِس چیز کا کرایہ دیتا ہے اسے رہنے دو لیکن جب وہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو خدا تعالیٰ کہتا ہے یہ اب کرایہ نہیں دیتا اسے نکال دو۔ یہ مت خیال کرو کہ دنیا میں ایسی قومیں بھی موجود ہیں جو کرائے نہیں دیتیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بنئے نے جسے تباہ کرنا ہوتا ہے اس سے وہ اپنا سُود وصول نہیں کرتا بلکہ اُس کی طرف رہنے دیتا ہے۔ ابھی فیروز پور میں ایک مقدمہ ہؤا ہے ایک شخص نے ۸۴ روپے سُود پر قرض لئے۔ ۶۴ روپے کے بدلہ میں اُس نے اپنی زمین رگرو رکھ دی اور ۲۰ روپیہ کے بدلے میں اُس نے کہا کہ میں چھ روپے سالانہ سُود دیا کروں گا لیکن اس نے سُود نہ دیا اور یہ خیال کرتا رہا کہ بیس روپے ہی ہیں کسی وقت

دے دوں گا اور بنئے نے بھی اس سے تقاضا نہ کیا۔ اب اُس نے اس شخص پر دو لاکھ بیس ہزار روپیہ کی نالش کی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سُود اکٹھا ہوتا گیا اور اس نے اپنی نادانی سے سمجھا کہ بنیا مجھ سے رعایت کر رہا ہے۔

تو بعض بیوقوف یہ سمجھتے ہیں کہ خدا نے فلاں شخص کو چونکہ نہیں پکڑا اِس لئے اس بدی کے کر لینے میں کوئی حرج نہیں حالانکہ خدا تعالیٰ کے پاس اُس کا سُود جمع ہو رہا ہوتا ہے اور کسی دن اُس پر اکٹھی نالش ہوگی۔ لیکن مؤمن کو خدا تعالیٰ جلدی سزا دے دیتا ہے تا کہ زیادہ سزا اس کیلئے جمع نہ ہو جائے۔ مثلاً اگر تیس چالیس روپے سُود کے جمع ہوتے ہی بنیا نالش کر دیتا تو اسے زیادہ سزا نہ ملتی لیکن اس نے سُود اس کے پاس جمع ہونے دیا تا کہ زیادہ سزا دلائی جا سکے۔ تو اللہ تعالیٰ کا مؤمن سے یہ سلوک ہوتا ہے کہ وہ اُسے جلدی سزا دے دیتا ہے لیکن غیر مؤمن سے یہ سلوک نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ اُسے سزا میں ڈھیل دیتا جاتا ہے تا کہ اُس پر زیاد عذاب نازل کرے۔

لیلۃ القدر کے متعلق ارشاد اس کے بعد میں دوستوں کو اس اَمر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اب رمضان خاتمہ پر ہے اور کل کا جو روزہ ہے اس میں شبہ ہے یعنی صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ چھبیسواں ہے یا ستائیسواں کیونکہ بعض جگہ روزہ پہلے رکھا گیا ہے اس لئے گویا کل اور پرسوں دونوں دن رمضان کی ستائیسویں ہوسکتی ہے۔ کل ستائیس تاریخ ان لوگوں کی ہے جنہوں نے چاند کو دیکھ کر ایک دن پہلے روزہ رکھا اور پرسوں ستائیسویں ہمارے لحاظ سے ہے۔ ہمارے ملک کی مثال ہے کہ ''جوگی بھُلّا دونا لابھ'' یعنی کوئی جوگی بھول کر کسی اور کے مکان پر چلا گیا تو اُس مکان والوں نے اُس کی خوب خاطر تواضع کی وہاں سے نکلا تو بھول کر کسی اور کے گھر چلا گیا وہاں بھی اس کی خوب خاطر تواضع ہوئی۔ غرض جتنا جتنا وہ گھر بھول کر کسی اور کے گھر میں داخل ہوتا اُتنی ہی زیادہ اس کی خاطر تواضع کی جاتی کیونکہ لوگ سمجھتے کہ اس نے خدا کیلئے دنیا کو چھوڑا ہؤا ہے آؤ اس کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں۔ اسی طرح مؤمن بھی بھولتا ہے تو ''دونا لابھ'' والی مثال اُس پر صادق آتی ہے۔ اب گویا رمضان کی دو ستائیس تاریخیں ہمارے لئے جمع ہوگئی ہیں۔ رمضان کی ستائیس تاریخ کو بِالعموم روحانی علماء لیلۃ القدر قرار دیتے ہیں اور جب مؤمن بھول جاتا ہے اور وہ یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے جسے میں چھبیس تاریخ سمجھتا ہوں وہ ستائیس ہو یا ممکن ہے ستائیس ہی

اصل تاریخ ہو، چھبیس اور ستائیس دونوں راتوں میں خاص طور پر عبادت کرتا ہے تو اُس مؤمن کی دولیلۃ القدر ہو جاتی ہیں۔ ان دو لیلۃ القدر کے متعلق میں اِس وقت جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میری آواز بیرونی دوستوں تک نہیں پہنچ سکے گی لیکن اگر ''الفضل'' والے احتیاط سے بغیر مجھے دکھائے ہی آج کا خطبہ شائع کر دیں اور صبح لوگوں کو پہنچ جائے تو بیرونی جماعتوں کے دوست بھی اِس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی بعید بات نہیں وہ ستائیس کی لیلۃ القدر کو اٹھائیس اور اُنتیس میں بھی تبدیل کر سکتا ہے۔ وہ بات جو اِن دونوں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے دوست اپنی صحت کیلئے، اپنی ترقیات کیلئے، اپنے بچوں کیلئے، اپنی بیوی کیلئے، اپنے رشتہ داروں اور اپنے دوستوں کیلئے، اسی طرح قرضوں کے دور ہونے کیلئے، مقدمات میں کامیاب ہونے اور آفات سے محفوظ رہنے کیلئے بِالعموم دعا کرتے رہتے ہیں لیکن دعا کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ ایک ہی مقصد و مدعا کیلئے انسان دعا کرنے میں مشغول ہو جائے اور وہ اسی طرح دعا کرے جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کے وقت میں لوگوں نے دعا کی تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب نینوا کے لوگوں پر عذاب نازل ہونے کی پیشگوئی کی تو جو وقت عذاب نازل ہونے کیلئے مقرر تھا اُس وقت تک وہ شہر سے باہر نکل کر عذاب کا انتظار کرتے رہے۔ جب عذاب کی میعاد پر دو چار دن گزر گئے تو اُنہوں نے بعض لوگوں سے پوچھا کہ علاقے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے بتایا کہ سب راضی خوشی ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام یہ سن کر کچھ شرمندہ سے ہوئے اور انہوں نے سمجھا اب میرا وہاں واپس جانا لوگوں کیلئے کیا ہدایت کا موجب ہو سکتا ہے بہتر یہی ہے کہ میں کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ چنانچہ وہ اُس جگہ کو چھوڑ کر چل پڑے اور کسی دوسرے علاقہ میں جانے کیلئے جہاز پر سوار ہو گئے۔ اتفاق سے سمندر میں سخت طوفان آگیا۔ اُس زمانہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ سمندر میں طوفان اس لئے آتا ہے کہ جہاز پر کوئی غلام بھاگ کر سوار ہوتا ہے اس عقیدہ کے ماتحت اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا کوئی غلام بھاگ کر یہاں آیا ہے؟ مگر کسی نے نہ مانا۔ آخر اُنہوں نے قرعہ ڈالا تو حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر اُن کو حضرت یونسؑ کی شکل دیکھ کر خیال آیا کہ یہ شخص جھوٹ نہیں بول سکتا اگر یہ بھاگا ہوا غلام ہوتا تو خود بخود بتا دیتا۔ معلوم ہوا قرعہ صحیح نہیں پڑا۔ چنانچہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ انہوں نے تین

دفعہ قرعہ ڈالا اور تینوں دفعہ انہی کا نام نکلا۔ آخر وہ حضرت یونس علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ ہیں تو راستباز انسان مگر تین دفعہ قرعہ میں آپ کا ہی نام نکلا ہے معلوم نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سُن کر حضرت یونس علیہ السلام کا ذہن بھی اِس طرف منتقل ہو گیا اور کہنے لگے میں ہی خدا کا غلام ہوں جو بھاگ کر آیا ہوں آخر انہوں نے آپ کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا تا کہ ہماری بلا دور ہو اور طوفان تھمے۔ حضرت یونس علیہ السلام جب سمندر میں گرے تو انہیں ایک بڑی مچھلی نگل گئی جس نے بعد میں انہیں خشکی پر اُگل دیا اِس صدمہ کی وجہ سے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں بیہوش رہے اور کھانے کو کچھ نہ ملا وہ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ ساحل پر جہاں مچھلی نے انہیں اُگلا ایک بہت بڑی بیل اُگی ہوئی تھی حضرت یونس علیہ السلام سرک کر اُس کے سایہ کے نیچے لیٹ گئے لیکن جب انہیں کچھ طاقت حاصل ہوئی تو اُس بیل کو کیڑے نے کاٹ دیا اور وہ خشک ہو گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو یہ بات بہت بُری معلوم ہوئی اور اُس کے دل میں خیال آیا کہ کمبخت کیڑے نے بیل کو خراب کر کے مجھے تکلیف میں ڈال دیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں وحی ہوئی کہ ایک جنگلی بیل جس نے کوئی نسل نہیں چھوڑنی تھی اور جس نے تھوڑے دنوں میں خود خشک ہو کر مُرجھا جانا تھا اُس کے چند دن پہلے خشک ہونے پر جب تُو نے اتنے غصہ کا اظہار کیا اور کہا کہ کمبخت کیڑے نے اسے تباہ کر دیا تو بتاؤ میں اپنے ہزاروں بندوں کو کس طرح تباہ کر دیتا جبکہ وہ ابھی تباہ کرنے کے قابل نہ تھے جاؤ اور دیکھو تو بات کیا ہوئی ہے؟ حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے نینوا کو روانہ ہوئے اور جونہی نینوا والوں نے دیکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام آرہے ہیں وہ استقبال کیلئے دَوڑے اور بیعت کیلئے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا بات کیا ہے؟ میں نے سنا ہے تم پر عذاب نہیں آیا۔ وہ کہنے لگے یونہی تو عذاب نہیں ٹلا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب وہ دن آیا جو آپ نے عذاب کیلئے مقرر کیا تھا تو ہم نے دیکھا کہ آسمان کا رنگ بدل گیا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا آگ برسنے لگی ہے ایک ہیبت ناک طوفان کی بنیاد دیکھ کر یکدم ہمیں خیال آیا کہ آج ہم مرے۔ اس پر ہمارے شہر کے تمام بڑے بڑے لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اب اس کا علاج یہ ہے کہ شہر کو چھوڑ دو اور جنگل میں نکل جاؤ، مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلانا چھوڑ دیں، جانوروں کے مالک جانوروں کے آگے چارہ ڈالنا بند کر دیں، پُرانے چیتھڑے یا

ٹاٹ کے کپڑے پہن کر جنگل میں نکل جاؤ اور رونا شروع کر دو۔ چنانچہ جنگل میں ہم سب اکٹھے ہو گئے، مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جانور غرض سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد جب بچوں کو دودھ نہ ملا تو انہوں نے رونا شروع کر دیا، جانوروں کو چارہ نہ ملا تو انہوں نے چیخنا شروع کر دیا، مردوں اور عورتوں نے چلّانا شروع کر دیا اور سب نے مل کر کہرام مچا دیا اور ایک ہی دعا مانگی کہ اے خدا! یہ عذاب ہم سے ٹل جائے ہم توبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ صبح سے شام تک ہم دعا کرتے رہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ عذاب ہم سے دور کر دیا۔ ہم تو اُسی دن سے آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ کب آپ واپس آتے ہیں تا ہم آپ پر ایمان لائیں۔ کیا تم سمجھتے ہو حضرت یونس علیہ السلام کے مقررہ عذاب کے دن کسی عورت نے یہ کہا ہو کہ یا اللہ! میرے بچے کا بخار ٹُوٹ جائے، یا کسی مرد نے یہ کہا ہو کہ یا اللہ! فلاں تجارت ہے اس میں مجھے خوب نفع ہو۔ سب نے ایک ہی دعا مانگی اور وہ دعا یہ تھی کہ خدایا! یہ عذاب ہم سے ٹل جائے ہم تیرے حضور توبہ کرتے ہیں اور تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں۔ یہی آواز تھی جو مرد، عورت، بچہ، جوان، کمزور اور طاقتور غرض سب کی زبان سے نکل رہی تھی اور صبح سے شام تک اُن کی ایک ہی پکار تھی کہ الٰہی! ہمیں معاف کر، الٰہی! اپنے عذاب کو ہم سے دور کر۔ دیکھو وہ ایک دعا جو سب نے یک زبان ہو کر مانگی کیسی کارگر ثابت ہوئی۔ یوں تو اُس شہر کے کفّار بھی انفرادی طور پر کبھی کہہ دیا کرتے ہوں گے کہ یا اللہ! ہمیں معاف کر مگر اُس دن جب سب ایک آواز کے ساتھ یہ کہہ اُٹھے کہ الٰہی! ہمیں معاف کر تو خدا تعالیٰ نے اُن کی دعا کو قبول کیا اپنا عذاب اُن سے ہٹا لیا اور اپنے نبی کی پیشگوئی بدل دی۔

اس واقعہ کو پیشِ نظر رکھ کر مجھے آج خیال آیا کہ ہم مؤمن ہیں اور مؤمن کو ہر چیز سے فائدہ اٹھانا چاہئے ہماری اُمت کا نام خدا تعالیٰ نے خَیْرُ الْاُمَم رکھا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ساری اُمتوں کی خوبیاں ہمارے اندر جمع ہیں جب ساری اُمتوں کی خوبیاں ہمارے اندر جمع ہیں تو مجھے خیال آیا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کی اُمت والی دعا کر کے دیکھیں ہم اُس کے بندے ہیں اور وہ ہمارا ربّ ہے وہ خالق ہے اور ہم مخلوق ہیں۔ دنیا میں انسان کا اگر معمولی سا بھی نقصان ہوتا ہے تو وہ لٹھ لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور نوکر یا بیوی کو مارنا شروع کر دیتا ہے کبھی کھانے میں نمک زیادہ

ہو جائے تو ناراضگی کا اظہار کر دیتا ہے اور یہاں تو اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اُس کی دی ہوئی چیزوں کا اتنا نقصان کیا ہے کہ اگر اتنا نقصان بندوں کا کوئی کرتا تو وہ کھال اُدھیڑ کر رکھ دیتے۔

حضرت شبلیؒ ایک صوبہ کے گورنر تھے وہ کوئی رپورٹ دینے کیلئے بادشاہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ بادشاہ کا دربار لگا ہوا ہے ایک جرنیل جو کوئی بڑی مہم فتح کر کے آیا تھا وہ بھی بیٹھا ہوا ہے اور وہ دربار دراصل اِسی لئے منعقد کیا گیا تھا کہ اُس جرنیل کو خلعت دیا جائے۔ غرض اُس کے اعزاز میں خوشی سے تمام لوگ جمع تھے کہ وہ جرنیل بادشاہ کے سامنے پیش ہوا اُسے ایک چوغہ بطور خلعت پہنایا گیا اور بادشاہ نے اُس کی تعریف میں چند کلمات کہے اتفاقاً وہ جرنیل دربار میں جاتے ہوئے رومال ساتھ لانا بھول گیا تھا اور اُس روز اُسے نزلہ کی بھی شکایت تھی دربار میں بیٹھے بیٹھے جو اُسے چھینک آئی تو ناک سے رینٹھ بہہ نکلی۔ وہ سخت حیران ہوا کہ اب میں کیا کروں جب اُسے اور کچھ نہ سوجھا تو بادشاہ کی آنکھ بچا کر اُس نے اُسی چوغہ سے ناک پونچھ لی کیونکہ اس کے سِوا اور کوئی صورت ناک صاف کرنے کی اُس کیلئے نہیں تھی مگر اتفاق ایسا ہوا کہ گو اُس نے آنکھ بچا کر ناک پونچھی تھی مگر بادشاہ کی نظر پڑ گئی اور وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ اُس نے نہایت غصے سے کہا اِس مردود کو ہمارے دربار سے باہر نکال دو یہ ہمارے انعام کی قدر نہیں جانتا۔ اِس کا چوغہ بھی اتار لو اور اسے ذلیل کرو۔ چنانچہ اُس کا خلعت اُتار لیا گیا اور اُسے ذلیل کر کے دربار سے باہر نکال دیا گیا۔ شبلی جو نہایت جابر گورنر تھے انہوں نے جونہی یہ نظارہ دیکھا چیخیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ بادشاہ کہنے لگا کیا تُو پاگل ہو گیا ہے؟ میں ناراض تو اُس پر ہوا ہوں اور چیخیں تو مارنے لگ گیا ہے۔ شبلی نے کہا حضور! میرا استعفیٰ منظور کیجئے۔ وہ کہنے لگا کیوں؟ شبلی کہنے لگے اِس شخص نے آپ کیلئے جو قربانی کی اور اُس کے مقابلہ میں آپ نے جو اُسے انعام دیا کیا اِن دونوں کی بھی آپس میں کوئی نسبت ہے۔ اِس نے زبردست دشمن کے مقابلہ میں مہینوں اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالے رکھا، ہر گھڑی یہ ایک موت کا شکار ہوتا اور ہر گھڑی اِس کی بیوی بیوہ ہوتی، اِس نے مہینوں اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر فتح حاصل کی اور آپ کے نام کا شُہرہ ہوا لیکن آپ نے جو اسے چوغہ دیا اس کی کیا حقیقت ہے ویسا چوغہ وہ خود بھی خرید سکتا تھا لیکن چونکہ آپ بادشاہ ہیں اس لئے بادشاہ کی دی ہوئی اتنی چھوٹی چیز کی بھی چونکہ اس نے قدر نہ کی اور اس سے اپنی ناک پونچھ لی جو بالکل مجبوری کی

حالت تھی اِس لئے آپ نے اِس پر اپنے غصے کا اظہار کیا اور اُسے برسرِ دربار ذلیل کیا۔ مجھے اس سے یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خلعت پہنائی ہوئی ہے اُس نے مجھے بھی آنکھ، کان، ناک، زبان، دل، دماغ اور ہزاروں قوتیں دی ہیں جنہیں میں گِن بھی نہیں سکتا مگر میں انہیں صبح و شام ضائع کرتا ہوں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی بے قدری کرتا ہوں جب آپ ایک معمولی خلعت کی وجہ سے اُس پر اتنا سخت ناراض ہوئے ہیں تو مجھ پر میرا آقا کس قدر ناراض ہوگا۔ پس اب میں نہیں سمجھتا کہ میں بھی کسی کام کا اہل ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں اور میرا استعفیٰ منظور کریں۔ بادشاہ نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا۔ چونکہ وہ ایک سخت جابر اور ظالم گورنر رہ چکے تھے اس لئے وہ علماء کے پاس جاتے اور کہتے کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ مگر جس کے پاس بھی وہ جا کر یہ کہتے کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ وہی کہتا کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔ آخر وہ حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس گئے اور کہا میں ہر طرف سے راندہ ہوا آپ کے پاس آیا ہوں۔ سنا ہے آپ اہل اللہ ہیں آپ بتائیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اگر تم میری ایک بات مان لو تو میں تمہاری توبہ قبول کرانے کیلئے تیار ہوں۔ انہوں نے عرض کیا فرمایئے میں آپ کا ہر حکم ماننے کیلئے تیار ہوں۔ حضرت جنیدؒ نے کہا تمہارا جو دارالحکومت تھا وہاں تم جاؤ اور ہر گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر وہاں کے رہنے والوں سے معافی مانگو اور کہو کہ جو جو مظالم میری طرف سے تم پر ہوئے ہیں انہیں معاف کردو۔ چنانچہ وہ گئے اور سارے شہر میں ایک ایک دروازہ پر دستک دے کر معافی مانگی پھر واپس آئے تو حضرت جنیدؒ نے کہا میں تمہارا تکبر توڑنا چاہتا تھا اور دیکھنا چاہتا تھا کہ تم سچی توبہ کرتے ہو یا نہیں ورنہ توبہ تو ہر حالت میں قبول ہوسکتی ہے۔ اِس پر انہوں نے حضرت جنیدؒ کی بیعت کی اور پھر خود روحانیت میں اِس قدر ترقی کی کہ مشہور اہل اللہ بن گئے۔

تو اللہ تعالیٰ کی خلعت کی بندہ روز ناقدری کرتا ہے مگر سال میں ایک دن بھی تو ایسا نہیں رکھتا جس میں اپنے ربّ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ وہ بے شک دعا کرتا ہے مگر دعا کرتے وقت کھچڑی پکا کر رکھ دیتا ہے۔ کچھ تو وہ یہ مانگتا ہے کہ میرے بچے بیمار ہیں انہیں تندرست کر، کچھ وہ یہ مانگتا ہے کہ فلاں مقدمہ چل رہا ہے اس میں مجھے کامیاب کر، کچھ وہ یہ مانگتا ہے کہ فلاں تجارت ہے اس میں مجھے نفع دے، کچھ وہ یہ مانگتا ہے کہ میرا ہمسایہ مجھے دِق کرتا ہے اس کی دقّت میرے

سامنے سے ہٹا، کچھ وہ یہ مانگتا ہے کہ مجھ پر بہت قرض ہوگیا ہے اُسے اُتار۔ غرض وہ دعا کو گڈمڈ کر دیتا ہے اسی طرح جس طرح بابل پر جب عذاب آیا تو وہاں کے رہنے والے متفرق زبانیں بولنے لگ گئے اور یہ تو انفرادی دعاؤں کی حالت ہے

میں نے دیکھا ہے نہایت اہم اور نازک اوقات میں بھی جب دعا کے لئے تمام دوست اکٹھے ہوتے ہیں تو چاروں طرف سے آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں کہ میری بیوی بیمار ہے اس کے لئے دعا فرمائیں، مجھ پر قرضہ زیادہ ہے اس کے لئے دعا فرمائیں، میرے بچوں کی ترقی اور اقبال مندی کے لئے دعا کریں، ان کی یہ حالت دیکھ کر بالکل اُس مثال کا خیال آجاتا ہے جو ہمارے ملک میں ایک زمیندار کے متعلق مشہور ہے اور گو وہ ہنسی کی بات ہے لیکن یہ بتانے کے لئے کہ بے موقع بات ہمیشہ بُری لگتی ہے سنا دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کوئی زمیندار تھا جو شہر کے پاس ہی دس بارہ میل کے فاصلہ پر رہتا تھا لیکن شہر میں وہ کبھی نہیں گیا تھا۔ لوگ اُس سے پوچھتے کہ کیا تم نے کبھی شہر نہیں دیکھا؟ وہ خاموش ہو جاتا اور شرمندگی میں کچھ جواب نہ دے سکتا۔ آخر ایک دن اُسے خیال آیا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں آج شہر تو جا کر دیکھ آؤں۔ اُس نے گھر سے کچھ آٹا لیا اور کپڑے میں باندھ کر شہر کو چل پڑا تا جس وقت وہاں بھوک لگے تو کسی عورت سے کہہ کر روٹی پکوالے۔ اُس نے خیال کیا کہ جس طرح گاؤں میں عورتیں باہر پھرتی رہتی ہیں اِسی طرح شہر میں بھی پھرتی ہوں گی اور اُن میں سے کسی کو کہہ کر روٹی پکوالوں گا۔ جب وہ شہر میں گیا تو اُس نے دیکھا کہ گھروں کے دروازے بند ہیں اور عورتیں باہر چلتی پھرتی نہیں۔ وہ گلیوں اور بازاروں میں پھرتا رہا اُسے سخت بھوک لگی ہوئی تھی مگر اُسے کوئی عورت ایسی دکھائی نہ دی جسے کہہ کر وہ اپنی روٹی پکوا سکتا۔ آخر عصر کا وقت آگیا اور وہ ایک حلوائی کی دکان پر سے گزرا جو لُچیاں تل رہا تھا وہ دُکان پر کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر تک اُسے دیکھتا رہا آخر اُس سے نہ رہا گیا اور حلوائی سے پوچھنے لگا بھئی یہ کیا پکا رہے ہو؟ اُس نے کہا لُچیاں تل رہا ہوں اُس نے وہیں کھڑے کھڑے اپنے کپڑے کی گرہ کھولنی شروع کی اور جو آٹا اُس نے روٹی پکوانے کیلئے باندھ رکھا تھا اُسے یہ کہتے ہوئے کڑاہی میں ڈال دیا کہ ''میرا بھی لچ پالے''۔ اُس نے سمجھا کہ جب یہ چھوٹی چھوٹی لُچیاں کہلاتی ہیں تو میرا زیادہ آٹا لُچ بن جائے گا۔ یہی حال اُن لوگوں کا ہوتا ہے۔ کیسا ہی اہم موقع ہو وہ اپنی بات ضرور کر دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے

کہ اِس جگہ اپنے لئے نہ مانگنے میں ہی برکت ہے اور اپنی ضروریات کیلئے خاموش رہنے میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

پس میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ آؤ دو دن ہم ایسے مقرر کریں جن میں سوائے ایک مشترکہ دعا کے اور کوئی دعا نہ مانگی جائے۔ مثلاً آج کی رات ہماری جماعت کے تمام افراد صرف ایک ہی دعا مانگیں اور وہ یہ کہ الٰہی! تیرا عفوِ تام اور توبۂ نصوح ہمیں میسر ہو اور نہ صرف ہمیں میسر ہو بلکہ ہمارے خاندان کو، ہمارے ہمسایوں کو، ہمارے دوستوں کو، ہمارے عزیز رشتہ داروں کو اور ہماری تمام جماعت کو یہ نعمت میسر آجائے۔ خدایا! ہم تیرے عاجز و خطا کار اور گناہگار بندے ہیں ہم سخت کمزور اور ناتواں ہیں جن جالوں اور پھندوں میں ہم نے اپنے آپ کو پھنسا رکھا ہے ان میں سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں اور ہماری نجات کی کوئی صورت نہیں سوائے اِس کے کہ تیرا عفوِ تام ہم پر چھا جائے اور آئندہ کیلئے وہ توبۂ نصوح ہمیں حاصل ہو جائے جس کے بعد ذلّت اور تنزّل نہیں ہے۔ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام نے ایک ہی دعا مانگی تھی اور کہا تھا کہ خدایا! تیرا عذاب ہم سے ٹل جائے اسی طرح ہم بھی صرف ایک ہی دعا مانگیں اور نہ صرف اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور اہل و عیال کیلئے بلکہ ساری جماعت کیلئے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ یہی فقرات اختیار کئے جائیں بلکہ اپنے اپنے رنگ اور جوش کے مطابق اپنی اپنی خطاؤں کو یاد کرکے، دنیا کی خرابیوں اور کمزوریوں کو یاد کرکے کہیں کہ الٰہی! ہم تیرے خطا کار اور گناہگار بندے ہیں تیری بخشش کے سِوا ہمارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں۔ ہمارے گزشتہ گناہوں نے ہمیں آئندہ کی نیکیوں سے محروم کر رکھا ہے تُو اپنا عفو ہمیں عطا کر اور ہمیں توبہ کی سچی توفیق عطا فرما۔ وہ توبہ کہ جس کے بعد انسان کو کوئی ذلّت نہیں پہنچ سکتی اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقام سے نیچے ِگر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس گڑبڑ کی دعا سے جس میں ایک منٹ میں تو یہ کہا جاتا ہے کہ خدایا! میرے گناہ معاف کر اور دوسرے منٹ میں یہ کہا جاتا ہے کہ میری تنخواہ دس سے گیارہ روپے ہو جائے دل میں رقّت پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ وہ سوز اور گداز پیدا ہوتا ہے جس سے دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ اِن دعاؤں میں سے ایک کا دوسری سے کوئی جوڑ نہیں ہوتا۔ وہ ایسی ہی دعا ہوتی ہے جیسے جنازہ پر کھڑے ہوکر کوئی نکاحوں کا اعلان کرے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ دعائیں نہ مانگو۔ تم وہ دعائیں روز ہی مانگا کرتے

ہو۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سال میں کم از کم ایک دن تم خدا تعالیٰ کے سامنے صرف اپنے گناہوں پر روؤ اور خوشی کی چیز اس سے کوئی نہ مانگو۔ اس سے روپیہ نہ مانگو، اس سے پیسہ نہ مانگو، اس سے دولت نہ مانگو، اُس سے صحت نہ مانگو، اس سے قرضوں کا دور ہونا نہ مانگو، اُس سے اعزاز نہ مانگو، اس سے اکرام نہ مانگو، صرف یہی مانگو کہ خدایا! تیرا عفوِ تام ہمیں حاصل ہو اور توبۂ نصوح ہمارے لئے میسر ہو جائے۔ اس دعا کو مختلف رنگوں میں مانگو، مختلف طریقوں سے مانگو، مختلف الفاظ میں مانگو، اپنے لئے مانگو، اپنی بیویوں کیلئے مانگو، اپنے بچوں کیلئے مانگو، اپنے دوستوں کیلئے مانگو، اپنے ہمسایوں کیلئے مانگو، اپنے شہر والوں کیلئے مانگو اور پھر ساری جماعت کیلئے مانگو مگر چیز ایک ہو، بات ایک ہو، رنگ ایک ہو۔ سُر ایک ہو، تال ایک ہو اور جو کہو اُس کا خلاصہ یہ ہو کہ ہم تیرا عفو تجھ سے ہی چاہتے ہیں۔ پس اس عَفُوّ سے مانگو، اس غفّار سے مانگو، اس ستّار سے مانگو، اس توّاب سے مانگو۔ اور اگر تم اس سے رحمانیت مانگو تو اس لئے کہ وہ تمہیں اپنا عفوِ تام اور توبۂ نصوح دے اور اگر رحیمیت مانگو تو بھی اسی لئے کہ وہ تمہیں اپنا عفوِ تام اور توبۂ نصوح دے۔

حدیثوں میں آتا ہے کہ سابقہ امتوں میں سے ایک امت کے تین آدمی ایک دفعہ ایک طوفان میں پھنس گئے اور وہ اس طوفان سے پناہ لینے کیلئے ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ اتفاقاً زور کی جو آندھی آئی تو پتھر کی ایک بڑی بھاری سِل لڑھک کر اُس غار کے منہ کے آگے آگئی اور نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔ وہ ایک چھوٹی مصیبت سے بچنے کیلئے پہاڑ کی غار میں گئے تھے مگر اُس سے بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔ اُس جنگل میں جبکہ وہ ایک پہاڑ کی غار میں محبوس تھے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو انہیں اس مصیبت سے نجات دلاتا۔ تب وہ سخت گھبرائے اور جب انہیں نجات کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو ایک شخص کو دعا کی تحریک ہوئی اور اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا آؤ ہم نے اپنی عمر میں جو سب سے زیادہ نیکی کا کام کیا ہے اُس کا واسطہ دے کر خدا تعالیٰ سے کہیں کہ وہ اس پتھر کو ہٹا دے۔ تب اُن میں سے ایک نے کہا اے خدا! تُو جانتا ہے مجھے ایک لڑکی سے جو میری رشتہ دار تھی بڑی محبت تھی اور وہ کسی طرح میرے قابو نہ آتی تھی میں اُس سے بدکاری کرنا چاہتا تھا مگر وہ نہ مانتی۔ آخر میں نے ایسی تدابیر اختیار کیں کہ وہ اِس بات پر مجبور ہو گئی کہ میرے ساتھ بدفعلی کرے۔ جب میں اُس پر قادر ہو گیا اور سالہا سال کی کوششوں اور بہت سا روپیہ خرچ کرنے کے

بعد میں اس سے بدفعلی کا ارتکاب کرنے لگا تو اُس نے کہا اے خدا کے بندے! میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ تُو مجھے گناہ میں مبتلاء مت کر۔ میں یہ سنتے ہی ہٹ گیا اور میں نے کہا اب تُو نے ایک بڑی ذات کا مجھے واسطہ دیا ہے میں اُسی کی رضا کیلئے اس سے باز رہتا ہوں۔ اے خدا! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کیلئے کیا تھا تو اِس کام کے بدلے میں مَیں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تُو اِس پتھر کو ہمارے راستہ سے ہٹا دے۔ اِس دعا کے نتیجہ میں زور کی آندھی کا ایک طوفان اُٹھا اور وہ پتھر ذرا لڑھک گیا لیکن ابھی ان کے نکلنے کا راستہ نہ بنا۔ تب دوسرے نے کہا اے خدا! تجھے معلوم ہے کہ ایک مزدور میرے پاس آیا اس نے میری مزدوری کی اور مزدوری کرنے سے پیشتر اس کے کہ وہ اُجرت مجھ سے لے چلا گیا میں نے اُس کی اُجرت کے پیسوں سے سوداگری شروع کی اور اس میں سے نفع اٹھاتے ہوئے ایک بکری خریدی اس بکری سے اور بکریاں پیدا ہوئیں یہاں تک کہ سینکڑوں بکریوں اور بھیڑوں کا گلّہ میرے پاس ہوگیا وہ کئی سال کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا میری اٹھنّی رہتی ہے وہ مجھے دے دو۔ میں نے اُسے اپنے ساتھ لیا اور سینکڑوں بکریوں اور بھیڑوں کا گلّہ اُسے دکھا کر کہا کہ یہ تیری چیز ہے اسے لے جا۔ وہ کہنے لگا کیوں مجھ سے مخول کرتے ہو میری صرف اٹھنّی رہتی تھی وہ مجھے دے دو۔ میں نے اُسے کہا اُس اٹھنّی سے میں نے تجارت شروع کی تھی اور اب اس قدر بھیڑیں اور بکریاں ہوگئیں وہ کہنے لگا پھر تو یہ میری نہ ہوئیں بلکہ تمہاری ہوئیں۔ میں نے اُسے کہا نہیں میری نہیں بلکہ میں نے تمہارے لئے تجارت کی تھی۔ تب وہ نہایت ہی حیران ہوا آخر میرے مجبور کرنے پر وہ بھیڑوں اور بکریوں کے گلّوں کو ہانک کر اپنے ساتھ لے گیا۔ اے خدا! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی اور رضا کیلئے کیا تھا تو مجھ پر رحم کر اور یہ پتھر راستہ سے ہٹا دے۔ تب پھر زور سے ایک طوفان اُٹھا اور پتھر تھوڑا سا سِرک گیا مگر راستہ پھر بھی نہ بنا کیونکہ چٹان بہت بڑی تھی اور ابھی وہ اتنی نہیں لڑھکی تھی کہ ان کے نکلنے کا راستہ بن جاتا۔ تب تیسرا شخص خدا تعالیٰ کے حضور جھکا اور اُس نے کہا اے خدا! تجھے معلوم ہے کہ میں بکریاں چرایا کرتا ہوں اور دودھ پر میرا گزارہ ہے۔ ایک دن مجھے بکریاں چراتے چراتے دیر ہوگئی اور میں جلدی گھر نہ پہنچ سکا میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور بچے چھوٹے چھوٹے جب میں گھر پہنچا تو ضُعف کی وجہ سے میرے ماں باپ سو چکے تھے اور بیوی بچے جاگ رہے تھے

اور بھوک کی وجہ سے میرا انتظار کررہے تھے جب میں پہنچا تو انہوں نے کہا لاؤ ہمیں دودھ پلاؤ تاکہ ہم دودھ پی کر سو جائیں۔ میں نے دودھ کا پیالہ بھرا اور اپنے والدین کی پائینتی کے پاس کھڑا ہوگیا اور کہا جب تک میرے ماں باپ دودھ نہ پی لیں گے میں کھڑا رہوں گا اور کسی اَور کو دودھ نہیں پلاؤں گا۔ میری بیوی زاری کرتی رہی اور میرے بچے چیختے رہے مگر میں نے اُن کی چیخ و پکار کی کوئی پرواہ نہ کی اور دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لئے برابر کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اُس وقت میرے والدین اُٹھے تو میں نے اُنہیں دودھ پلایا اور پھر اپنے بچوں اور بیوی کو دودھ پلایا۔ اے خدا! اگر میرا یہ کام تیری رضا اور تیری ہی خوشنودی کیلئے تھا اور دنیا کی کوئی غرض اِس میں نہ تھی تو تُو مجھ پر رحم فرما اور اِس پتھر کو راستہ سے ہٹا دے تب پھر زور کا طوفان اُٹھا اور پتھر لڑھک کر نیچے گر گیا اور وہ تینوں شخص غار سے باہر نکل آئے۔

اب دیکھ لو وہ تین شخص تھے اور انہوں نے تین قسم کے کام کئے مگر وہ سارے کام صرف اس مقصد کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے گئے کہ پتھر ہٹ جائے اور وہ پتھر واقع میں ہٹ گیا۔ یہ مختلف طریقے تھے جو انہوں نے دعا کیلئے اختیار کئے لیکن دعا ایک ہی تھی اور چونکہ وہ مشترک دعا تھی اس لئے قبول ہوگئی۔ اسی طرح تم بے شک اپنے جذبات کو جس طرح چاہو اُبھارو اور جن جن مثالوں سے اپنی گریہ وزاری کو بڑھا سکتے ہو بڑھاؤ لیکن تان یہیں آکر ٹُوٹے کہ اے خدا! ہم اپنے لئے، اپنے اہل و عیال کیلئے اور اپنی تمام جماعت کیلئے تجھ سے عفوِ تام اور توبۂ نصوح مانگتے ہیں۔ ایک رات تو اِس قسم کی دعاؤں میں گزارو پھر جو دوسری رات آئے اس میں بھی تم اپنے لئے کچھ نہ مانگو بلکہ وہ رات صرف اپنے خدا کیلئے وقف کردو اور اُس رات میں بھی صرف ایک ہی دعا مانگو اور وہ یہ کہ اے خدا! تُو کامل ہے، ہر تعریف سے مستغنی ہے، ہر عزت سے مستغنی ہے، ہر شہرت سے مستغنی ہے، تجھے اِس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ تیرے بندے تجھ پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں ان کے مان لینے سے تیری شان میں کوئی ترقی نہیں ہوسکتی اور نہ ان کے نہ ماننے سے تیری شان میں کوئی کمی آسکتی ہے۔ مگر اے ہمارے ربّ! گو تُو محتاج نہیں لیکن دنیا تیرے نور کی محتاج ہے کہ تیری صفات دنیا پر جلوہ گر ہوں اور تیرا نور عالَم پر پھیلے اور تمام بنی نوع انسان تجھ پر ایمان لائیں اور تیری بادشاہت دنیا میں قائم ہو اے خدا! اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے غریب بندوں کی خاطر دنیا پر رحم فرما۔

اپنی خالقیت کے اظہار کیلئے نہیں بلکہ مخلوق پر ترحّم اور شفقت کرنے کیلئے انہیں وہ راستہ دکھا جو انہیں تیرے قُرب تک پہنچانے والا ہو اور جس کے نتیجہ میں تیری بادشاہت دنیا پر قائم ہو جائے تا بنی نوع انسان تیرے نور سے منور ہو جائیں، ان کے دل روشن ہو جائیں، ان کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور ان کے ذہن تیز ہو جائیں۔

سو کل کی رات کو بھی صرف ایک ہی بات پر تان توڑنی چاہئے اور جتنا بھی کسی کو جاگنے کی توفیق ملے اس میں صرف ایک ہی دعا مانگنی چاہئے اس رات میں بھی نہ اپنے لئے دعا کی جائے، نہ اپنے بیوی بچوں کیلئے دعا کی جائے، نہ مقدمہ میں کامیابی کیلئے دعا کی جائے، نہ مال کیلئے دعا کی جائے، نہ عزت کیلئے دعا کی جائے، نہ ترقیات کیلئے دعا کی جائے، نہ اپنوں کیلئے دعا کی جائے، نہ پرایوں کیلئے دعا کی جائے صرف یہ دعا کی جائے کہ خدا کی خدائی عالَم میں قائم ہو اور اس کے جلال کا دنیا پر ظہور ہو۔

پس آؤ کہ ہم اپنی تین سو ساٹھ راتوں میں سے دو راتیں ان دعاؤں کیلئے وقف کر دیں یقیناً یہ ایک نیا تجربہ اور کامیاب تجربہ اور مفید تجربہ ہوگا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ تمہارے سامنے ہے ان سب نے ایک بات مانگی اور سارا دن مانگی اور خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا۔ انہوں نے عذاب کے آنے کے بعد دُعا مانگی، ہم عذاب کے آنے سے پہلے دعا کریں گے انہوں نے دن کو مانگی ہم رات کو مانگتے ہیں اور یقیناً ہماری دعا ان سے زیادہ بھاری ہوگی کیونکہ دن کی دعا سے رات کی دعا بھاری ہوتی ہے اور عذاب آنے کے بعد کی دعا سے عذاب آنے سے پہلے کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ پس آؤ کہ ہم ان دو مقاصد کیلئے اپنی راتوں میں سے دو راتیں وقف کر دیں۔ ایک رات اپنے لئے اور ایک رات خدا کیلئے وقف کر دیں تا خدا کا عشق اور اس کا عفوِ تام ہمیں میسر آ جائے اور توبۂ نصوح کی ہمیں توفیق ملے۔ دوسری رات ہماری دعا یہ ہو کہ خدا کا جلال اور اُس کی حکومت دنیا پر قائم ہو اور اس کی شان عالَم پر ظاہر ہو۔ گویا ایک رات دعا سلب کی ہو اور دوسری رات جذب کی۔ ایک رات ہم دور کریں اپنے قلوب سے ہر قسم کی بدی کو اور دوسری رات کھینچیں اُس کے نور اور محبت کو۔ ایک رات دور کریں تاریکی کو اور دوسری رات جذب کریں اُس کے نور کو۔ جہاں جہاں اخبار "الفضل" کل پہنچے وہ کل ہی دعاؤں میں قادیان والوں کے

ساتھ شریک ہوجائیں اور پرسوں وہ دعا کریں جو آج رات ہم یہاں کریں گے اور جنہیں اخبار اِن دونوں دنوں میں نہ ملے وہاں کے احباب اگلی دوراتوں میں اسی ترتیب سے دعا کریں اور اگلی دونوں راتیں ان دعاؤں کیلئے وقف کردیں جو میں نے بتائی ہیں۔ مگر بہرحال صوفیانہ اور روحانی نقطۂ نگاہ سے یہ ایک تجربہ ہے جو نہایت اعلیٰ اور عمدہ ذریعہ ہے خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کا۔ اس کے بعد ہمارے لئے راستہ کھلا ہے اور رمضان کی بعض راتیں ابھی باقی ہیں ان میں اور مقاصد کیلئے دعائیں کی جاسکتی ہیں۔ پس جن لوگوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ اِن دوراتوں میں خصوصیت سے دعا کریں۔ قادیان والے تو آج اور کل دعائیں کریں۔ آج رات یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اہل وعیال کو اور ساری جماعت کو اپنے عفو، اپنی غفّاری اور اپنی ستّاری سے بہرہ ور کرے اور توبۂ نصوح کی توفیق عطا فرمائے اور دوسری رات یہ دعا کرتے ہوئے گزاریں کہ خدا کا نور اور اُس کا جلال دنیا پر ظاہر ہو اور اُسی کی حکومت عالَم میں قائم ہو۔ جن لوگوں کو کل اِس کی خبر پہنچے وہ کل قادیان والوں کے ساتھ مشترکہ دعا میں شامل ہوجائیں اور پرسوں وہ دعا کریں جو یہاں آج مانگی جائے گی اور جن کو اِن دونوں دنوں میں اطلاع نہ ہو وہ اگلی دوراتوں کو اسی ترتیب سے دعاؤں کیلئے وقف کردیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کئی ہزار آدمی اِس متحدہ دعا میں شریک ہوگئے تو یہ دعائیں قلوب میں صفائی پیدا کرنے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں زیادتی رونما کرنے کیلئے بہت کامیاب ثابت ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری جماعت کو صحیح راستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اپنی بخشش کی چادر ان پر اوڑھائے، انہیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اپنا نور دنیا میں قائم کردے۔

(الفضل ۱۳؍دسمبر ۱۹۳۶ء)